سوال

ایک شخص کی شادی کو ابھی صرف چار ماہ ہی ہوئے تھے کہ بیوی کے درمیان جھگڑا شروع ہوگیا اور بیوی بات ماننے سے انکار کرنے لگی، اور آپس میں افہام و تفہیم نہ ہو سکی تو بیوی میکے چلی گئی اور وہیں اس کے ہاں بیٹی بھی پیا ہوئی بیوی کو واپس لانے کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں تو خاوند نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ بیوی کو گھر آنے پر مجبور کیا جائے، اور عدالتی فیصلہ بھی خاوند کے حق میں ہوگیا، بیوی نے ایک اور چال یہ چلی کہ پولیس میں رپورٹ درج کرائی کہ خاوند اسے زدکوب کرتا ہے اور زیادتی کرتا ہے اور اس کے بعد اس رپورٹ کی بنا پر عدالت سے رجوع کر لیا کہ وہ طلاق لینا چاہتی ہے کیونکہ خاوند اسے تکلیف و اذیت دیتا ہے اس کے ساتھ ساتھ بیوی نے مالی معاوضہ اور سامان کا بھی مطالبہ کرنے لگی، اور مطلقہ عورت کے سارے حقوق بھی مانگے اب دو برس ہو چکے ہیں مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے اور کوئی فیصلہ نہیں ہوا، بیوی اور سسرال والوں کی جانب سے کئی قسم کے برے اور غلط کام اور شر واضح ہو جانے کے بعد خاوند نے فیصلہ اور عزم کیا ہے کہ وہ بیوی کو واپس نہیں لائیگا اور نہ ہی وہ اسے بطور بیوی اپنائیگا، لیکن وہ طلاق اسی صورت میں دے گا جب عدالت سے طلاق دینے کا فیصلہ ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فیصلہ اس کے حق میں ہو جائے اور بیوی کے سارے حقوق ساقط ہو جائیں، خاوند کا خیال ہے کہ اس سے اسے ہی نقصان ہوا ہے، نہ کہ بیوی کو جیسا کہ اس نے دعوی کر رکھا ہے، میرا سوال یہ ہے کہ: کیا صرف طلاق کا عزم کرنے اور اس عرصہ میں عدالتی فیصلے کا انتظار کرنے سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور کیا اسے اس کا کوئی گناہ ہوگا یہ علم میں رہے کہ وہ مقرر کردہ اخراجات بیوی کو پابندی سے ادا کر رہا ہے اور کیا شریعت اس پر اس عرصہ کے دوران بیوی کے کچھ اور بھی حقوق واجب کرتی ہے، اور بچی جو کہ دو برس کی ہو چکی ہے اس کے بارہ میں کوئی حقوق ہیں؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی پورے اور مکمل حقوق کی ادائیگی کی حرص رکھنے پر جزائے خیر عطا فرمائے، اور ہماری یہ بھی دعا ہے کہ آپ کے اور آپ کی بیوی کے درمیان جو معاملات ہیں وہ اس پر ختم ہوں جن میں آپ دونوں کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی ہو

رہا مسئلہ طلاق واقع ہونے کا تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ صرف عزم و ارادہ کرنے سے طلاق واقع نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے لیے الفاظ کی ادائیگی کی شرط ہے

حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے طلاق کی نیت کرتا ہے اور طلاق کے الفاظ کی ادائیگی نہیں کرتا تو اس پر کچھ بھی نہیں، لیکن خطابی رحمہ اللہ نے زہری اور امام مالک رحمہم اللہ سے بیان کیا ہے کہ عزم کرنے سے بھی واقع ہو جائیگی، لیکن اس میں انتہائی بعد پایا جاتا ہے، اور خطابی نے اسے ظہار وغیرہ کے ساتھ اسے توڑا اور ختم کیا ہے

کیونکہ ان کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص ظہار کرنے کا عزم کرے تو اس پر ظہار کو اس وقت تک لازم نہیں کیا جائیگا جب تک وہ ظہار کے الفاظ نہیں بولتا، اور اگر وہ اپنے دل میں بہتان کی بات کرے تو یہ بہتان لگانے والا نہیں کہلائیگا، اور اگر کوئی شخص دوران نماز دل میں بات کرے تو وہ نماز نہیں لوٹائے گا، حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے دوران نماز کلام کرنی حرام کی ہے، اس لیے اگر دل میں بات کرنی کلام کے معنی میں ہوتی تو اس کی نماز باطل ہو جاتی

دل میں طلاق کا عزم و ارادہ کرنے سے طلاق نہیں ہوتی اس کے قائلین میں عطاء بن ابی رباح، اور ابن سیرین اور حسن اور سعید بن جبیر، شعبی، جابر بن زید، قتادہ، ثوری، ابو حنیفہ و اصحابہ، شافعی، احمد اور اسحاق شامل ہیں" انتہی

دیکھیں : عمدۃ القاری شرح فتح الباری (256/20).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے :

" اگر کسی شخص نے طلاق کے الفاظ ادا کرنے کی نیت کی لیکن الفاظ زبان سے ادا نہ کیے تو بالاتفاق طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ اصل میں الفاظ بولے ہی نہیں گئے، لیکن امام زہری نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ : اگر الفاظ نہ بھی بولے لیکن طلاق کی نیت کر لی تو طلاق واقع ہو جائیگی

جمہور کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان ہے :

" یقینا اللہ سبحانہ وتعالی نے میری امت سے دل میں کی گئی بات کو معاف کر دیا ہے، جب تک کہ اس پر عمل نہ کیا جائے یا زبان کلام نہ کی جائے " انتہی

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (23/29).

اور مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے کہ :

" اگر آپ نے اپنے بھائی سے کلام کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ : (ہم طلاق دینا چاہتے ہیں) تو یہ کلام طلاق دینا نہیں ہے، بلکہ یہ تو طلاق دینے کا وعدہ ہے " انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (27/20).

اور شیخ محمد بن ابراہیم کا فتوی ہے :

" طلاق اس وقت تک واقع نہیں ہوتی جب تک طلاق کے الفاظ زبان سے ادا نہ کیے جائیں، یا پھر ایسے الفاظ ادا نہ ہوں جو اس کے قائم مقام ہوتے ہیں، چاہے الفاظ صریح ہوں یا پھر کنایہ کے الفاظ ہوں " انتہی

دیکھیں : فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم (70/11).

ہماری اس ویب سائٹ پر اس مسئلہ پر مفصل نوٹ بیان ہو چکا اس کا مطالعہ کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (20660) اور (34164) کے جوابات دیکھیں

آپ پر اپنی بیوی اور بیٹی کے بارہ میں اس وقت جو واجب ہے وہ یہ کہ جب آپ انہیں ماہانہ اخراجات دے رہے ہیں تو ان شاء اللہ آپ پر کوئی گناہ نہیں اور آپ ظلم سے بھی محفوظ ہیں حتی کہ شرعی عدالت آپ دونوں کے مابین فیصلہ کر دے، اور یہ فیصلہ آپ کو اس وقت تسلیم کرتے ہوئے اپنانا اور اس پر عمل کرنا ہوگا

واللہ اعلم .

الاسلام سوال وجواب

81726